۲۲/۱۱/۰۷ ۷۹/۴۰۹

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسائل ھٰذا کے بارے میں۔

۱۔ عورت اگر ایسی ادویات استعمال کرے جن سے حیض نہ آئے تو شرعاً کیا حکم ہے؟ واضح رہے اس طرح عورت رمضان المبارک کے روزے رکھ سکتی ہے اور مسائل حج کی بہت پیچیدگیاں سلجھ جائیں گے۔ اس لیے براہ کرم اگر گنجائش ہو تو تفصیلاً تحریر فرمائیں۔

۲۔ اگر دس، بارہ افراد کی نماز جمعہ رہ جائے تو نماز ظہر ادا کریں یا نماز جمعہ؟ عام ہے کہ افرادِ مذکورہ مسافر ہوں یا مقیم!
نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ اگر یہ نماز ظہر ادا کریں گے تو فرداً فرداً یا جماعت کیساتھ ادا کریں؟
زید کہتا ہے کہ اگر مقیموں کی نماز جمعہ رہ جائے تو یہ دوبارہ خطبہ کہہ کر نماز جمعہ ادا کریں اس لیے کہ ان پر نماز جمعہ فرض ہے اور دوسری طرف نماز جمعہ کی ادائیگی کی شرائط بھی موجود ہیں لہٰذا یہ اسی مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں اور اگر کسی اور جگہ ادا کریں تو یہ زیادہ مناسب ہے نیز یہ ان کے حق میں جماعت ثانیہ بالکراہت بھی نہ ہوگی۔
آپ حضرت پوری تفصیل سے مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

۳۔ مسجد میں جماعت ثانیہ کے مکروہ ہونے کی کیا علت ہے؟
عند الزید! علت، جماعت اولیٰ کی اہمیت کا کم ہونا اور لوگوں میں جماعت کی شمولیت کی تخفیف و تقلیل ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو جہاں یہ علت نہ پائی جا رہی ہو تو کیا وہاں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے جماعت ثانیہ کی گنجائش ہے؟
مثلاً ایسا شخص جو نماز تکبیر اولیٰ کیساتھ پڑھنے کا عادی ہو کبھی نماز سے لیٹ ہو گیا مجبوراً یہ کچھ افراد سمیت مسجد میں نماز ادا کرے اس حال میں کہ وہاں اہل محلہ میں سے کوئی بھی نہیں۔ تو کیا حکم ہے؟

متعلم محمد راشد ڈسکوی
مدرسہ عربیہ رائے ونڈ
۱۵ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ

(ورق کی پشت پر جواب دیکھیں)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب باسم ملہم الصواب

(۱) حیض ونفاس کا آنا ایک فطری اور طبعی امر ہے اور فطری امر کو دوا وغیرہ سے روکنا عموماً صحت پر اثر انداز ہوتا ہے، بسا اوقات ان دواؤں کا استعمال دائمی طور پر بندش حیض ونفاس کا ذریعہ بن جاتا ہے جو عورت میں ایک عیب ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی بیماریوں کا ذریعہ اور سبب ہے، نیز اس قسم کی بعض ادویات پیشاب وغیرہ نجس اشیاء سے بنتی ہیں لہٰذا ضرورت شدیدہ کے بغیر ان کا استعمال ممنوع ہے، تاہم اگر خون نہ آئے تو یہ عورت پاک سمجھی جائے گی۔

---

(۲) (ا) وہ افراد جن سے نماز جمعہ فوت ہو جائے، وہ ظہر کی نماز بغیر اذان واقامت کے فرداً فرداً ادا کریں گے۔ مذکورہ افراد مسافر ہوں خواہ مقیم حکم میں دونوں یکساں ہیں۔
البتہ اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی بناء پر ظہر کی نماز کو باجماعت ادا کیا گیا تو مسافر کے حق میں مکروہ تحریمی اور مقیمین کے حق میں مکروہ تنزیہی شمار ہوگی۔
(ب) زید کا قول درست نہیں۔

---

(۳) مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے سوال میں ذکر کردہ وجوہ پائی جائیں یا نہ پائی جائیں، جسکی مختصر تفصیل مندرجہ الذیل ہے۔
فقہاء نے جماعت ثانیہ کے مکروہ ہونے کی دو وجہیں ذکر کی ہیں۔
۱۔ تقلیل جماعت
۲۔ تفرّق وتشتّت
مذکورہ دونوں وجہیں کراہت کی علت ہیں یا حکمت؟ اس بارے میں فقہاء کرام سے کوئی صراحت نہیں ملتی، البتہ دورِ حاضر کے علماء کے دونوں اقوال ہیں۔
جن علماء کے نزدیک مذکورہ وجہیں حکمت ہیں اُنکے نزدیک تو ظاہر ہے کہ مذکورہ وجہوں کے نہ پائے جانے کے وقت بھی جماعت ثانیہ مکروہ ہے کیونکہ حکم کا دارومدار علت پر ہوتا ہے نہ کہ حکمت پر۔
اور جو علماء اُنکے علت ہونے کے قائل ہیں اُنکے نزدیک بھی دونوں صورتوں میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے، اس لیئے کہ علت کا معلول کے ہر ہر فرد میں پایا جانا ضروری نہیں، بلکہ معلول کے غالب افراد میں علت کے پائے جانے پر حکم سب افراد پر لگ جاتا ہے۔
تنبیہ۔ چونکہ تکرارِ جماعت کی کراہت منصوص ہے نیز آخر میں ذکر کردہ متعدد آثار سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہے لہٰذا مذکورہ وجہوں کو بجائے علت قرار دینے کے حکمت قرار دینا زیادہ بہتر ہے۔
(جاری ہے)

Date:

١ـ في التنوير مع الدر: "وكره تحريما لمعذور و مسجون و مسافر أداء ظهر بجماعة في مصر قبل الجمعة و بعدها لتقليل الجماعة و صورة المعارضة.... وكذا أهل مصر فاتتهم الجماعة فإنهم يصلّون الظهر بغير أذان ولا إقامة ولا جماعة"

وفي الشامية: قوله (وكذا أهل مصر الخ) الظاهر أن الكراهة هنا تنزيهية لعدم التقليل و المعارضة المذكورين ويؤيّده ما في القهستاني عن المضمرات: يصلّون وحدانا إستحبابا

قوله (بغير أذان ولا إقامة) قال في الولوالجية: ولا يصلّى يوم الجمعة جماعة بمصر ولا يؤذّن ولا يقيم في سجن وغيره لصلاة الظهر"

(التنوير مع الرد على الدر: كتاب الجمعة، ٣/ ٣٥، ٣٦، رشيديه)

٢ـ عن عبد الرحمن ابن أبي بكر عن أبيه أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم)، خرج من بيته ليصلح بين الأنصار فرجع وقد صُلّي في المسجد بجماعة، فدخل رسول الله (صلى الله عليه وسلّم) في منزل بعض أهله فصلّى بهم جماعة،

وروى عن أنس (رضي الله عنه): أن أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وسلّم) كانوا إذا فاتتهم الجماعة في المسجد، صلّوا في المسجد فرادى،

ولأن التكرار يؤدّي إلى تقليل الجماعة؛ لأن الناس إذا علموا تفوتهم الجماعة يتعجّلون فتكثر، وإلّا تأخّروا" ...... فلو دخل جماعة المسجد بعد ما صلّى أهله فيه فإنهم يصلّون وحدانا.

(الشامية، باب الأذان، ٢/ ٧٩، رشيديه)

٣ـ "ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلّة بأذان وإقامة، إلّا إذا صلّى بهما فيه أوّلا غير أهله"

(الشامية: مطلب: في تكرار الجماعة في المسجد، ٢/ ٣٤٢، ٣٤٣، رشيديه)

٤ـ إن الحنفية قالوا: يكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلّة إلّا إذا صلّى بهما أوّلا غير أهله..... والمراد بمسجد المحلّة: ماله إمام وجماعة معلومون.

(الفقه الإسلامي وأدلّته، ٢/ ١١٨٢، رشيديه)

Scanned by CamScanner

Date:

٥ـ من قال: يصلّون فرادى ولا يجمعون.

٧١٨٣ـ حدثنا هشيم، عن يونس، عن الحسن أنه كان يقول: يصلون فرادى.

٧١٨٤ـ حدثنا هشيم قال: أخبرنا خالد، عن أبي قلابة أنّه كان يقول: يصلّون فرادى.

٧١٨٥ـ حدثنا ابن علية، عن أيوب، عن أبي قلابة قال: يصلّون فرادى.

٧١٨٦ـ ابن علية، عن يونس، عن الحسن قال: يصلون شتّى.

٧١٨٧ـ ابن علية، عن هشام الدستوائي، عن حمّاد عن إبراهيم قال: يصلّون فرادى.

٧١٨٨ـ حدثنا وكيع، عن أبي هلال، عن كثير، عن الحسن قال: كان أصحاب محمد (صلى الله عليه وسلم) إذا دخلوا المسجد وقد صلّي فيه، صلّوا فرادى.

٧١٨٩ـ حدثنا وكيع عن أفلح قال: دخلنا مع القاسم المسجد وقد صلّي فيه قال: فصلّى القاسم وحده. (المصنف لابن أبي شيبة، ٥/٥٥)

٧١٧١ـ حدثنا معاذ بن معاذ عن أبي حرّة قال: دخلت أنا وعبد الله بن حميد مسجدا وقد صلّي فيه فقال: ألا تجيئ حتى نصلي في جماعة؟ فقلت: إن بعضهم قد كره ذلك، قال: كان أبي لا يرى بذلك بأسا. (المصنف، ٥/٥٢)

٧١٨١ـ حدثنا وكيع، عن مسافر الجصّاص، عن فضيل بن عمرو، أنّ عديّ بن ثابت وأصحابه رجعوا من جنازة فدخلوا مسجدا قد صلّي فيه فجمّعوا، فكره ذلك إبراهيم. (المصنف، ٥/٥٤)

٧١٧٧ـ حدثنا هشيم قال: أخبرنا منصور، عن الحسن قال: إنّما كانوا يكرهون أن يجمّعوا مخافة السلطان. (أيضًا)

٦ـ "العبرة في المنصوص عليه لعين النص لا لمعنى النص" (فتح القدير، باب الإيلاء، ٣/١٩٢) فقط

والله أعلم بالصواب

كتبه مسطيع الله عبد الغني
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية بكراتشي
٢/١٢/١٤٢٨هـ

الجواب صحيح
[illegible]

الجواب صحيح
[illegible] غفر له
٦/١٢/٢٨هـ

دار الإفتاء – جامعة فاروقية كراتشي (باكستان)